

## سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حبیب جالب

احرارہنما سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بے پناہ خطیب اور مقرر تھے۔ ان کا یہ عالم تھا کہ وہ کسی جلسے میں صحیح تک بلا تکان تقریر کرتے اور لوگ ان کو سنا کرتے۔ ان کے خطبات اور تقریروں میں ایسا جادو تھا کہ لوگ انہیں سن کر کبھی رونے تو کبھی ہنسنے۔ وہ بہت بڑے عالم تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے میری ملاقات شیخ حسام الدینؒ نے ماؤل ٹاؤن میں کرانی تھی۔ شیخ حسام الدین نے مجھ سے کہا کہ دو ایک شعر تنم سے سناؤ۔ میں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو اپنی یہ غزل سنائی تھی جس کا مطلع تھا.....

اپنوں نے وہ رنگ دیے ہیں بے گانے یاد آتے ہیں  
دیکھ کے اس لبنتی کی حالت ویرانے یاد آتے ہیں

اور مقطع تھا کہ

کوئی تو پرچم لے کر نکلے اپنے گریباں کا جالب  
چاروں جانب سناثا ہے دیوانے یاد آتے ہیں

ان کے دل کی حالت بڑی نازک تھی۔ غزل کے اشعار سن کر ان پر رفت طاری ہو گئی اور انہوں نے مجھے پڑھنے سے روک دیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ترقی پسندوں سے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ جیل میں رہنے کی وجہ سے وہ سب لوگوں سے ملا جلا کرتے تھے۔ وہ خود ایک انقلابی آدمی تھے۔ ساحر لدھیانوی کا ایک بڑا مشہور واقعہ ہے کہ ان سے اپنی ایک قطعہ بند غزل کا دوسرا شعر نہیں ہو رہا تھا۔

میں اسی لیے ریشم کے ڈھیر بنتی ہیں  
کہ دختر ان وطن تار تار کو ترسیں  
ساحر لدھیانوی فوراً سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے پاس گئے اور ان سے جا کر کہا کہ مجھ سے دوسرا شعر نہیں ہو رہا ہے۔ شاہ صاحب نے سن اور اسی وقت دوسرا شعر کہہ دیا کہ

چمن کو اس لیے مالی نے خون سے بینچا تھا  
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں  
ساحر نے پوچھا کہ ”یہ شعر میرا ہے؟“ انہوں نے کہا کہ ”ہاں اب تمہارا ہو گیا۔“

(جالب بنتی، صفحہ ۲۲۸، طاہر اصغر، جنگ پبلشرز لاہور، اگست ۱۹۹۳ء)